# نبی کریم ﷺ کے تعددِ ازواج پر
# شبہات کا تحقیقی جائزہ

الشیخ محمد علی الصابونی☆

ترجمہ وحواشی: پروفیسر محمد انس حسان‘ گورنمنٹ ڈگری کالج جہانیاں

کیا تم آفتاب کو دن کے وقت اس کی بلندی پر چمکتے ہوئے دیکھتے ہو؟ اس کی روشنی کو کوئی پردہ روک نہیں سکتا اور نہ بادل اس کی روشنی میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اس (آفتاب) کی روشنی کو ختم کرنے کا ارادہ کرے یا اس کی روشنی کو لوگوں کے دیکھنے سے روکے یا اس کی طرف پھونک مارے (تاکہ وہ بجھ جائے) یا اس پر بڑے بڑے اعتراضات (عیوب) لگائے‘ تو کیا اس سے اس کی روشنی ختم ہو جائے گی؟ یا اس کی روشنی کے سامنے پردہ پڑ جائے گا؟ ہم آپ کے سامنے ایسے آفتاب کے بارے میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتے ہیں جو ہمیشہ ضوفشاں رہا اور اس کی روشنی روز افزوں ہے۔ درحقیقت ہم آسمان کے آفتاب کے بارے میں نہیں بلکہ زمین کے آفتاب کے بارے میں عرض کرنا چاہتے ہیں۔

یہ آفتاب نبوت اور رسالت کا آفتاب ہے۔ یہ اہلِ ہدایت اور اہلِ علم کا آفتاب ہے۔ بے شک اس کی روشنی بلند ہے اور اس کا نور پھیلا ہوا ہے‘ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی بری زندگیوں کو تبدیل کر دیا اور انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آیا۔ بے شک وہ نبی مکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے جن پر بے شمار درود وسلام ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا‘ جیسا کہ سورۃ التوبہ میں اس کا فرمان ہے:

﴿يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿٣٢﴾
هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾﴾

”وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنے منہ (کی پھونکوں) سے بجھا دیں اور اللہ اپنی روشنی کا اِتمام کر کے رہے گا اگرچہ کافروں پر گراں گزرے۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو کُل دین پر غالب کر دے اگرچہ مشرکوں پر گراں گزرے۔“

بے شک آپ ﷺ ہی زمین کے چمکتے ہوئے آفتاب ہیں‘ جن کے اوصاف قرآن کریم نے یوں بیان کیے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٤٥﴾ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ﴿٤٦﴾﴾ (الاحزاب)

☆ الاستاذ بکلیة الشریعة والدراسات الاسلامیة بمکة المکرمة

''اے پیغمبر (ﷺ) ہم نے آپ کو گواہی دینے والا' خوشخبری سنانے والا' خبردار کرنے والا' اللہ کے (دین) کی طرف دعوت دینے والا اور سراجِ منیر بنا کر بھیجا۔''

''سراج منیر'' دراصل آفتابِ نبوت ہے جو اپنی خوبصورت روشنی کے ساتھ چمکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس آفتاب کو عالمِ وجود پر اپنے نور کے ساتھ بلند فرمایا۔ جبکہ بصارت سے محروم آنکھیں اور سماعت سے محروم کان اس سے بے خبر ہی رہیں گے۔ اسی لیے شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وشمسُنا فی السماءِ العِزِّ ساطعةٌ ما ضرَّها حینَ تَعمی عندَهَا العُورُ

''ہمارا سورج عزت کے ساتھ آسمان میں چمکتا ہے۔ کوئی اندھا اور بھینگا اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔''

مستشرقین کی نبی کریم ﷺ سے عداوت کوئی نئی بات نہیں' بلکہ کافی عرصہ سے ان اسلام دشمنوں نے ہمارے نبی کریم ﷺ کے بارے میں شکوک وشبہات میں ڈالنے والی باتیں گھڑ رکھی ہیں اور آپ ﷺ کی رسالت میں طعن وتشنیع اور آپ ﷺ کی شخصیت پر جھوٹے اور باطل دلائل کا طومار کھڑا کر دیا گیا ہے تاکہ مؤمنین کو ان کے دین کے حوالے سے شک میں ڈالا جائے۔ (اس تحریر سے) ہمارا مقصد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ پر لگائے گئے ان الزامات کی حقیقت واضح کی جائے' اور یہ دراصل اللہ تعالیٰ کا مخلوق میں رائج کردہ طریقہ ہے جسے یہ لوگ تبدیل نہیں کر سکتے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ۝۳۱﴾ (الفرقان)

''اور ہم اسی طرح مجرموں میں سے ہر ایک نبی کا دشمن بناتے رہے ہیں' اور ہدایت کرنے والا اور مدد کرنے والا تیرا رب کافی ہے۔''

نبی کریم ﷺ کی شخصیت کو داغ دار کرنے کے لیے مستشرقین نے آپ ﷺ کے تعددِ ازواج پر شبہات قائم کیے ہیں' جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) آپ ﷺ پر ایک اعتراض ان مستشرقین کا یہ ہے کہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ نفسانی خواہشات کے اسیر تھے۔ اس لیے آپ ﷺ نے ایک بیوی یا صرف چار بیویوں پر اکتفا نہیں کیا' جیسا کہ دیگر مسلمانوں کو شریعت کے احکام پر چلنا واجب ہے' بلکہ اس کے برعکس آپ ﷺ نے خواہشات اور شہوات کو پورا کرنے کے لیے دس عورتوں بلکہ اس سے زائد کے ساتھ شادی کی۔ (نقل کفر کفر نہ باشد!)

(۲) اسی طرح یہ حضرات کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ میں اس حوالے سے بہت فرق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام محمد ﷺ کے برعکس شہوانی خواہشات سے بہت دور تھے۔ چنانچہ اس اعتبار سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت آپ ﷺ سے زیادہ تھی۔ کیونکہ انہوں نے اپنے نفس پر مجاہدہ کیا جبکہ آپ ﷺ شہوت پرستی کے پیچھے چلے (نعوذ باللہ)۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝۵﴾ (الکہف)

''بہت بڑی بات ہے جو یہ اپنے منہ سے نکالتے ہیں۔ وہ نہیں کہتے مگر جھوٹ۔''

حق بات تو یہ ہے کہ بے شک یہ لوگ کینہ پرور اور جھوٹے ہیں' کیونکہ نبی اکرم ﷺ ایسے ہرگز نہیں تھے۔

بے شک آپ ﷺ اللہ کے بھیجے ہوئے نبی تھے اور آپ ﷺ نے عام انسانوں کی طرح شادیاں کیں تا کہ یہ (طریقہ) ان لوگوں کے لیے نمونہ بنے جو اپنے رب کی طرف سے سیدھے راستے پر ہیں۔ بے شک آپ ﷺ بشر (انسان) تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ہم پر وحی و رسالت کے ساتھ فضیلت بخشی تھی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾ (حٰم السجدۃ:٦)

''(اے پیغمبر ﷺ!) آپ کہہ دیجیے کہ میں تم جیسا ایک بشر ہوں (لیکن تمہارے اور میرے درمیان فرق یہ ہے کہ) میری طرف وحی کی جاتی ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی نبی کی تعلیمات کی مخالفت نہیں کی اور نہ ہی کسی نبی کو کم درجہ جانا' بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ بات اسلام کے عمومی مزاج کے ہی خلاف ہے۔ آپ ﷺ تو انہی اولوالعزم انبیاء و رسل علیہم السلام کا تاریخی تسلسل اور آخری کڑی تھے۔ انبیاء و رسلؑ کے درجات کی بلندی کے بارے میں اللہ ربّ العزت یوں ذکر فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ﴾ (الرعد:٣٨)

''اور یقیناً ہم آپ سے پہلے کئی رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے انہیں بیویاں اور اولاد بھی دی تھی۔''

ان اہل کتاب کی اپنی کتب میں نبی کریم ﷺ کی بشارتیں موجود ہیں' لیکن ان بشارتوں کے بعد بھی یہ لوگ ان بے سروپا اور لایعنی شبہات واعتراضات کو محض اپنے جذبہ کینہ پروری کی تسکین کے لیے وقتاً فوقتاً ابھارتے رہتے ہیں۔ کسی شاعر نے شاید اسی حوالے سے کہا تھا:

قَدْ تُنْكِرُ الْعَيْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَمَدٍ     وَيُنْكِرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمَاءِ مِنْ سَقَمٍ

''پیپ سے بھر جانے والی آنکھ سورج کی روشنی کو نہیں پہچان سکتی اور بیماری کی وجہ سے منہ پانی کے ذائقہ کو نہیں پہچان سکتا۔''

قبل اس کے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے تعددِ ازواج کی حکمتوں اور مصلحتوں پر بات کریں' ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج کا عمومی تعارف کروا دیا جائے۔

## (۱) حضرت سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

یہ آپ ﷺ کی پہلی زوجہ محترمہ ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی بعثت سے قبل ان کے ساتھ شادی کی تھی۔ اُس وقت آپ ﷺ کی عمر ۲۵ سال تھی اور یہ خدیجہؓ ۴۰ سال کی شادی شدہ عورت تھیں۔ آپ ﷺ سے پہلے حضرت خدیجہ ابی ہالہ بن زرارہ کی بیوی تھیں۔ پھر اس کے بعد عتیق بن عائذ کے نکاح میں رہیں۔[1] پھر اس کے بعد آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ سیدہ خدیجہؓ نے پچیس سال گزارے' پندرہ سال بعثت سے پہلے اور دس سال بعثت کے بعد۔ انؓ کی موجودگی میں آپ ﷺ نے کسی اور سے شادی نہیں کی اور آپ ﷺ کے بیٹے (ابراہیم رضی اللہ عنہ) کے علاوہ ساری اولاد ان ہی سے ہوئی۔

## (۲) حضرت سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان کے ساتھ شادی کی۔[2] یہ بھی ثیّبہ (شادی شدہ)

خاتون تھیں۔ آپ ﷺ سے پہلے سکران بن عمرو الانصاریؓ کے گھر میں تھیں۔ یہ ہجرت کرنے والی مؤمن عورتوں میں سے تھیں۔ ہجرتِ حبشہ ثانیہ کے بعد ان کے خاوند وفات پا گئے تھے اور اس کے بعد یہ اکیلی رہ گئیں۔ [۳] ان کا کوئی پرسانِ حال اور کوئی مددگار نہ تھا۔ اگر آپ اپنے شوہر کی وفات کے بعد اپنے خاندان کی طرف لوٹتیں تو وہ ان کو شرک پر مجبور کرتے یا ان کو بہت سخت اذیت دیتے تاکہ اسلام سے پھر جائیں۔ آپ ﷺ نے ان کو اپنی کفالت میں لے لیا اور انتہائی عمر رسیدہ خاتون ہونے کے باوجود ان کے ساتھ شادی کی۔

## (۳) حضرت سیدہ عائشہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما

تمام امہات المؤمنین میں حضرت عائشہؓ وہ اکیلی خاتون ہیں جن کے ساتھ آپ ﷺ نے باکرہ (غیر شادی شدہ) ہونے کی حالت میں شادی کی۔ [۴] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تمام اُمہات المؤمنین میں ذہین اور احادیث کو یاد رکھنے والی تھیں‘ بلکہ یہ اکثر مَردوں سے زیادہ علم رکھنے والی تھیں۔ چنانچہ بعض کبار صحابہ رضی اللہ عنہم ان مسائل کے بارے میں آپؓ کی طرف رجوع کرتے تھے جن میں ان کو کوئی اشکال پیش آ جاتا۔ [۵] آپ ﷺ کی سنتِ مطہرہ کو پھیلانے‘ شریعت کے احکامات اور وہ مسائل جو خاص عورتوں سے متعلق ہوتے ہیں‘ ان کو آگے پھیلانے میں آپؓ سے بہتر کوئی نہیں تھا۔

## (۴) حضرت سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ آپ ﷺ سے پہلے خنیس بن حذافہ الانصاریؓ کے نکاح میں تھیں جو غزوۂ بدر میں شہید ہو گئے تھے [۶] اور وہ باطل کو مٹانے کے لیے بہت جرأت مند تھے۔ ان کی بہادری‘ مردانگی اور جہاد کے قصے تاریخ کی کتابوں میں کثرت سے موجود ہیں۔

## (۵) حضرت سیدہ زینب بنت خذیمہ رضی اللہ عنہا

آپؓ کا لقب اُمّ المساکین ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ حفصہ بنت عمرؓ کے بعد شادی کی۔ یہ بھی پہلے سے شادی شدہ خاتون تھیں۔ آپ ﷺ کے نکاح میں آنے سے پہلے یہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جو غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔ [۷] شوہر کی شہادت کے باوجود یہ مسلمان زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی رہیں۔

## (۶) حضرت سیدہ اُمِ سلمہ ہند المخزومیۃ رضی اللہ عنہا

حضرت ام سلمہؓ پہلے عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ آپؓ کے شوہر ابتدائی اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ [۸] دونوں میاں بیوی نے اسلام کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کی [۹] اور اسی اثنا میں ان کا بیٹا (سلمہؓ) پیدا ہوا۔ آپؓ کے شوہر غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے۔ جب آپ ﷺ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں تو بڑی عمر کی ہوں اور میرا ایک بیٹا ہے اور مجھے اس پر سخت شرمندگی ہے۔ آپ ﷺ نے اس بات کے جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ آپ اپنے بچے کو ساتھ لائیے اور اللہ سے دعا کریں کہ وہ آپ کے دل کے معاملے کو صاف کر دے‘ اور بڑی عمر کا ہونا کوئی عیب نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے موافقت کے بعد شادی کی اور ان کے بچے کی تربیت اپنے ذمہ لے لی۔ یہاں تک کہ جب بچہ شعور کو پہنچا تو اس کو اپنے یتیم ہونے پر کوئی غم نہ تھا‘ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے باپ کے عوض ایسا شخص عطا فرمایا تھا جو اس کے باپ سے زیادہ رحم کرنے والا تھا۔

## (۷) حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

یہ آپ ﷺ کے چچا کی بیٹی تھیں۔ آپ ﷺ سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ انہوں نے ان کو طلاق دے دی۔ پھر آپ ﷺ نے ایسی حکمت کی وجہ سے ان کے ساتھ شادی کی، جس حکمت کی بلندی کو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے اور کوئی نہ پہنچ سکی۔ [۱۰]

## (۸) حضرت سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

یہ قبیلہ بنو مصطلق کی سردار عورتوں میں سے تھیں۔ غزوۂ مریسیع میں قید ہوئیں۔ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں جنہوں نے آپؓ کو مکاتب کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی مکاتبت کی رقم ادا کر کے ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ آپ ﷺ سے پہلے یہ مسافع بن صفوان کے نکاح میں تھیں جو غزوۂ مریسیع میں مارا گیا تھا۔

## (۹) حضرت سیدہ اُمِّ حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

آپؓ قریش کے سردار ابو سفیانؓ کی بیٹی تھیں اور پہلے سے شادی شدہ تھیں۔ چنانچہ آپ ﷺ سے پہلے عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں جو حبشہ میں فوت ہوا۔ [۱۱] آپ ﷺ نے حضرت اُمیہ ضمریؓ کے ذریعے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا جو انہوں نے قبول کر لیا۔ پھر حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے چار ہزار درہم حق مہر کے عوض کیا اور شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس روانہ کیا۔

## (۱۰) حضرت سیدہ صفیہ بنت حُیَی بن اخطب رضی اللہ عنہا

یہ یہود کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں جو مسلمانوں کا سخت دشمن تھا۔ غزوۂ خیبر میں ان کا شوہر مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا اور یہ قید ہو کر آئیں۔ [۱۲] آپ ﷺ نے ان کو اختیار دیا کہ اگر چاہیں تو واپس چلی جائیں یا پھر نکاح کر لیں تو انہوں نے آپ ﷺ کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر آپ ﷺ کو اختیار کیا۔

## (۱۱) حضرت سیدہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ رضی اللہ عنہا

آپؓ کا نام زمانہ جاہلیت میں برہ تھا اور یہ آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات میں سے آخری ہیں۔ یہ بھی پہلے کی شادی شدہ خاتون تھیں۔ یہ پہلے ابی رہم بن عبد العزیٰ کے نکاح میں تھیں۔ ان کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ اللہ سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔

نبی اکرم ﷺ کی کثرتِ ازواج کے حوالے سے دو نکات ذہن نشین رہنے چاہئیں:

(ا) آپ ﷺ نے جب متعدد شادیاں کیں اس وقت آپ ﷺ جوان نہیں تھے بلکہ آپ ﷺ کی عمر پچاس سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔

(ب) آپ ﷺ کی تمام بیویاں پہلے سے شادی شدہ تھیں (یعنی بیوہ تھیں) البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کنواری تھیں، اور یہ واحد کنواری خاتون تھیں جن سے آپ ﷺ نے شادی کی۔

اگر تعددِ ازواج کا مقصد محض جنسی و نفسانی خواہشات کی تسکین ہوتا تو آپ ﷺ جوانی میں شادیاں کرتے نہ کہ

جوانی کے ختم ہونے کے بعد۔ نیز اگر ایسی بات ہوتی تو آپ ﷺ صرف باکرہ (کنواری) عورتوں سے شادی کرتے نہ کہ ثیبہ (شادی شدہ) عورتوں کے ساتھ۔ ایک مرتبہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور ان کے چہرے پر خوشی اور نعمت کے اثرات واضح تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا:

((هَلْ تَزَوَّجْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا؟)) قَالَ: بَلْ ثَيِّبًا. فَقَالَ لَهٗ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ: ((فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ؟)) [۱۳]

''کیا آپ نے شادی کی ہے؟ حضرت جابرؓ نے فرمایا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: باکرہ (کنواری) عورت کے ساتھ یا ثیبہ (شادی شدہ) کے ساتھ؟ حضرت جابرؓ نے جواب دیا: ثیبہ عورت کے ساتھ۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو نے کنواری عورت کے ساتھ شادی کیوں نہ کی کہ تو اس کے ساتھ دل لگی کرتا اور وہ تیرے ساتھ دل لگی کرتی۔ اور تو اس کے ساتھ ہنسی خوشی کرتا اور وہ تیرے ساتھ ہنسی خوشی کرتی!''

اس حوالے سے درج ذیل نکات پر غور کرنے کی ضرورت ہے:

(۱) نبی اکرم ﷺ نے باکرہ عورت کے ساتھ شادی کرنے کی ترغیب دی۔ آپ ﷺ بیویوں کے ساتھ فائدہ اٹھانے اور ان سے دلی مراد پوری کرنے کو بھی جانتے تھے۔ پھر بھی آپ ﷺ نے باکرہ عورتوں کو چھوڑ کر ثیبہ (شادی شدہ) عورتوں سے شادی کی۔

(۲) آپ ﷺ نے یہ شادیاں جوانی گزر جانے کے بعد بڑھاپے میں کیں۔ اگر (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کی غرض محض جنسی خواہشات کی تسکین ہوتی تو جوانی میں شادیاں کرتے نہ کہ بعد میں۔

(۳) بے شک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کے ساتھ اعلیٰ اور کامل درجہ کی محبت کی وجہ سے جانیں دینے کے لیے تیار رہتے تھے۔ اگر آپ ﷺ کسی عورت سے شادی کرنے کا ارادہ کرتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی خوبصورت باکرہ عورتوں کے ساتھ شادی کروانے میں کیونکر تاخیر کرتے؟

(۴) قریش تو آپ ﷺ کو دعوتِ اسلام سے رک جانے کے بدلے میں عرب کی خوبصورت ترین عورت سے شادی کرنے جیسی پیش کش بھی کر چکے تھے۔ اگر آپ ﷺ جنسی خواہشات کے ہاتھوں مغلوب ہوتے (نعوذ باللہ) تو اس پیش کش کو نہ ٹھکراتے۔

(۵) احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ ایک نبی کی طاقت چالیس جنتی مردوں کے برابر ہوتی ہے' جبکہ ایک جنتی مرد کی طاقت دنیا کے سو افراد کی طاقت کے برابر ہوتی ہے۔ اس حساب سے ایک نبی کی طاقت چار ہزار افراد کے برابر ہوتی ہے اور شریعت نے ایک عام آدمی کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے۔ اس اعتبار سے نبی علیہ السلام سولہ ہزار عورتوں سے شادی کر سکتے تھے' لیکن آپ ﷺ نے صرف گیارہ عورتوں کے ساتھ شادیاں کیں اور وہ بھی جوانی گزر جانے کے بعد۔

چنانچہ ایسا ہرگز نہیں' جیسا کہ مغربی محققین نے مشہور کر رکھا ہے کہ 'نعوذ باللہ' آپ ﷺ ایسے ایسے تھے' بلکہ یہ تو آپ ﷺ کی عظمت' عصمت' شرافت اور ضبطِ نفس کی واضح اور روشن دلیل ہے۔ معترضین کو اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ وہ کیسی ہستی کو ان بے سروپا اعتراضات کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح

ہو جاتی ہے کہ ان اعتراضات کے پیچھے محض ان مستشرقین کا تعصب کارفرما ہے۔ لہٰذا اُمتِ مسلمہ کو چاہیے کہ ایسے اشکالات کے پیچھے پڑنے والوں کو روکیں اور خود بھی ایسے خیالاتِ فاسدہ سے بچیں۔

نبی کریم ﷺ کے تعددِ ازواج کی بہت سی حکمتیں ہیں‘ جن پر غور وفکر کیے بغیر حقیقت تک رسائی ممکن نہیں۔ ان حکمتوں میں سے چند ایک بیان کی جاتی ہیں:

## پہلی قسم: تعلیمی حکمت

آپ ﷺ کے تعددِ ازواج کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ عورتوں کو معلّم بنائیں تاکہ یہ آگے شرعی احکام سکھائیں اور (ایسا کرنا یعنی) ایک عورت کا اتنے مسائل کو جمع کرکے آگے تعلیم دینا مشکل تھا جبکہ عورتوں پر وہ تکالیف والے مسائل فرض کیے گئے ہیں جو مردوں پر فرض نہیں کیے گئے۔ بہت ساری عورتیں ایسی تھیں جو آپ ﷺ سے بعض شرعی امور کے بارے میں سوال کرنے میں حیا محسوس کرتی تھیں۔ چنانچہ حیا کا غلبہ بعض دفعہ آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھنے میں رکاوٹ بن جاتا تھا۔ خاص طور پر وہ مسائل جو (عورتوں کے) مخصوص مسائل ہیں‘ جیسے حیض و نفاس کے احکام اور ازدواجی و دیگر شرعی احکام وغیرہ۔

رسول کریم ﷺ کے خلق میں یہ بات بھی شامل تھی کہ آپ ﷺ بہت حیا والے تھے۔ احادیث میں مذکور ہے کہ آپ حیادار کنواری عورت سے زیادہ حیا رکھنے والے تھے۔ آپ ﷺ ان تمام سوالات کے جواب دینے کی استطاعت رکھتے تھے جو عورتوں کو پیش آتے ہیں (اور وہ جواب بھی ایسے واضح کہ جن میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو) لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے ان سوالات کے جواب کنایتاً دیے۔ کبھی کبھار کوئی عورت اس کنایہ کو نہیں سمجھ سکتی تھی کہ آپ ﷺ کیا فرما رہے ہیں۔ اس صورت میں آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات تشریح فرما کر سمجھاتی تھیں‘ جیسا کہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ:

> اَنَّ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ‘ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ ‘ فَعَلَّمَهَا ﷺ كَيْفَ تَغْتَسِلُ‘ ثُمَّ قَالَ لَهَا: ((خُذِيْ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً ”اى قطعة من القطن بها اثر الطيب“ فَتَطَهَّرِيْ بِهَا)).. قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَ: ((تَطَهَّرِيْ بِهَا))‘ قَالَتْ: كَيْفَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ فَقَالَ لَهَا: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ بِهَا))(١٤)

> ”انصار کی عورتوں میں سے ایک عورت نے نبی مکرم ﷺ سے حیض کے غسل کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے اس کو غسل کی تعلیم دی۔ پھر اس عورت سے فرمایا کہ ایک کپڑے کے ساتھ اس کو پونچھ لو (یعنی روئی کے ٹکڑے کے ساتھ اس داغ والے حصہ کو صاف کردو) تو اس سے پاک ہو جاؤ گی۔ تو اس عورت نے کہا: میں اس سے کیسے پاک ہو جاؤں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس سے پاک ہو جاؤ گی“۔ عورت نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں کیسے پاک ہوں گی؟ آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا: ”سبحان اللہ‘ تم اس سے پاک ہو جاؤ گی۔“

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ تو اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کو جذب کرلے‘ پھر کہا کہ

فلاں فلاں جگہ پر اس کو رکھ دے جس جگہ تو خون کو دیکھتی ہے۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُس سے اس جگہ کی صراحت بھی فرمائی کہ وہ کون سی جگہ ہے۔

آپ ﷺ اس جیسے مسائل کو صراحت کے ساتھ بیان کرنے میں حیا محسوس کرتے تھے اور اسی قبیل کے مسائل ہیں جن میں کوئی عورت اتنی طاقت رکھتی ہو کہ اس کا نفس اس کی حیا پر غالب آ جائے اور آپ ﷺ نے اس کے سوال کے جواب دینے کی کوشش کی ہو۔ مثلاً ہم اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کو لیتے ہیں۔ فرماتی ہیں:

جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ (زَوْجُ اَبِيْ طَلْحَة) اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهٗ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ، هَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ غُسْلٌ اِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ ؟ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ : ((نَعَمْ اِذَا رَأَتِ الْمَاءَ)) ۔فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ: لَقَدْ فَضَحْتِ النِّسَاءَ وَيْحَكِ اَتَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ؟ فَأَجَابَهَا النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ بِقَوْلِهٖ:((اِذًا فَبِمَ يُشْبِهُهَا الْوَلَدُ)) (۱۵)

’’اُم سلیم (ابو طلحہ کی بیوی) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ بے شک اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا' کیا جب عورت کو احتلام ہو تو اس پر غسل واجب ہے؟ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ’’ہاں! جب وہ پانی کی تری کو دیکھے‘‘۔ پھر اُمّ سلمہؓ نے (اُمّ سلیم سے) کہا: تو نے تو عورتوں کی بات کو کھول دیا: تیرا ناس ہو' کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ پھر نبی کریم ﷺ نے ان کی اس بات کا جواب دیا: ’’ایسا ہی تو ہے' وگرنہ بچہ عورت کے مشابہ کیوں ہوتا ہے؟‘‘

آپ ﷺ کی اس جواب سے مراد یہ تھی کہ بچہ مرد اور عورت دونوں کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے' اس لیے اس بچہ کی مشابہت ماں یا باپ جیسی ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا ۢ بَصِيْرًا ②﴾ (الدھر)

’’بے شک ہم نے انسان کو ایک مرکب بوند سے پیدا کیا' ہم اس کی آزمائش کرنا چاہتے تھے' پس ہم نے اسے سننے والا دیکھنے والا بنا دیا۔‘‘

اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ انصار کی عورتوں پر اللہ رحم فرمائے کہ دین کے سیکھنے میں ان کو حیا نے نہیں روکا۔ انہی صحابیاتؓ میں سے ایک عورت رات کے اندھیرے میں دین کے بعض امور (حیض ونفاس وجنابت وغیرہ کے احکام) کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرنے آتی تھی۔ آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بہترین معلمات تھیں اور دین اسلام کی تشریح وتوضیح میں آپ ﷺ کے شانہ بشانہ کردار ادا کرتی تھیں۔ (۱۶)

پھر یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ سُنّتِ مطہرہ صرف نبی کریم ﷺ کے قول ہی پر منحصر نہیں بلکہ یہ آپ ﷺ کے قول' فعل اور تقریر سب کو شامل ہے۔ اس لیے بہت سے تشریعی امور ایسے ہیں جن کی اتباع امت پر واجب ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے گھریلو اقوال' افعال اور تقریر کو آگے پہنچانے والی یہی آپ ﷺ کی ازواج ہیں جو امت کی مائیں اور محسن ہیں۔

## دوسری قسم: تشریعی حکمت

اب ہم تشریعی حکمت کو بیان کریں گے جو تعددِ ازواج کی حکمت میں سے ایک حکمت ہے اور یہ حکمت ہر

عقل وشعور رکھنے والے شخص پر ظاہر ہے۔ آپ ﷺ نے جاہلیت کی بعض رسموں کو ختم کرنے کے لیے نکاح کیے۔ عرب کے لوگ زمانہ جاہلیت میں منہ بولے بیٹے کو بھی وراثت میں حصہ دینے کے قائل تھے' حالانکہ منہ بولا بیٹا صُلبی (حقیقی) نہیں ہوتا۔ چنانچہ عرب منہ بولے بیٹے کو قانونی اعتبار سے حقیقی بیٹا سمجھتے تھے اور تمام احوال میں' مثلاً میراث' طلاق' شادی اور حرمتِ مصاہرہ' محرماتِ نکاح اور ان کے علاوہ دیگر امور میں زمانہ جاہلیت کی اس رسم کی پیروی کرتے تھے۔ ان کے ہاں یہ بات عام تھی کہ غیر کے بیٹے کو اپنا بیٹا کہہ کر پکارتے اور اس کو کہتے تھے کہ تم میرے وارث ہو اور میں تمہاری وراثت میں شریک ہوں۔ لیکن اسلام باطل کو باقی نہیں رکھ سکتا اور گمراہی کے اندھیروں میں چلنے والوں کو نہیں چھوڑتا۔ چنانچہ اس کی اصلاح بایں طور ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ کسی بچے کو متبنّٰی (منہ بولا بیٹا) بناؤ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو منہ بولا بیٹا بنایا اور لوگوں نے اس دن سے انہیں زید بن محمد کہہ کر پکارنا شروع کر دیا۔ امام مسلم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کرتے ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں:

اَنَّ زَیْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَا کُنَّا نَدْعُوْ اِلاَّ زَیْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰی نَزَلَ الْقُرْآنُ ﴿اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ ھُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ﴾ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اَنْتَ زَیْدُ بْنُ حَارِثَةَ بْنِ شُرَاحِیْلَ))(۱۷)

''ہم زید بن حارثہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ کو زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے' یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ ھُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ﴾ (ترجمہ) ''پکارو ان کو ان کے باپوں کے نام سے' یہی اللہ کے نزدیک قرینِ انصاف ہے''۔ آپ ﷺ نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد زید سے فرمایا کہ تو زید بن حارثہ بن شراحیل ہے۔''

آپ ﷺ نے زید بن حارثہؓ کی شادی اپنے چچا کی بیٹی (زینب بنت جحشؓ) سے کروائی۔ تاہم ان کا آپس میں نباہ نہیں ہو سکا۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ زینب رضی اللہ عنہا قریش کی باوقار اور حسب ونسب والی خاتون تھیں جبکہ زید نبی کریم ﷺ کے منہ بولے بیٹے بننے سے قبل آزاد کردہ غلام تھے۔ اس میں جہاں ایک حکمت یہ تھی کہ زمانہ جاہلیت کے قائم کردہ حسب ونسب کے معیارات ختم کیے جائیں تو دوسری حکمت یہ بھی تھی کہ منہ بولے بیٹے کے حوالے سے پائی جانے والی جاہلانہ رسوم کا خاتمہ کیا جائے۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ زیدؓ نے زینبؓ کو طلاق دی اور پھر اللہ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ ان (زینبؓ) کے ساتھ شادی کریں تاکہ جاہلیت کی رسم ختم ہو جائے اور اسلام کی بنیاد (ایک مسئلہ پر) قائم ہو جائے۔ لیکن آپ علیہ السلام منافقین اور فجار کی زبان درازیوں سے گھبراتے تھے کہ وہ اس کے بارے میں بحث ومباحثہ کریں گے اور کہیں گے کہ محمد ﷺ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی۔ آپ ﷺ نے یہ بات دل میں سوچی ہی تھی کہ اس پر اللہ عزوجل کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰہُ ؕ فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْھَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَھَا لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِھِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْھُنَّ وَطَرًا ؕ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾﴾ (الاحزاب)

''اور (اے نبی ﷺ!) آپ لوگوں سے ڈرتے تھے' حالانکہ اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ آپ اس سے

ڈریں۔ پھر جب زیدؓ اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا تا کہ مسلمانوں پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی گناہ نہ ہو جبکہ وہ ان سے حاجت پوری کر لیں۔ اور اللہ کا حکم ہو کر رہنے والا ہے۔''

یہ منہ بولے بیٹے کے حوالے سے پہلا اور آخری حکم ہے اور اس حکم کی وجہ سے زمانہ جاہلیت کی اس قسم کی تمام رسمیں باطل ہو گئیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۴۰﴾ (الاحزاب)

''محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن آپ (ﷺ) اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں' اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔''

ایک روایت میں ہے کہ حضرت زینب ؓ آپ ﷺ کی دوسری ازواج پر فخر کیا کرتی تھیں۔

اِنَّ (زینب) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَفْخَرُ عَلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَتَقُوْلُ: زَوَّجَكُنَّ اَهَالِيْكُنَّ، وَزَوَّجَنِيَ اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ (۱۸)

''حضرت زینب ؓ نبی کریم ﷺ کی دوسری ازواج پر فخر کیا کرتی تھیں اور کہتی تھیں: تم سب کی شادیاں تو تمہارے رشتہ داروں نے کروائیں اور میری شادی اللہ نے ساتویں آسمان پر کروائی۔''

نبی کریم ﷺ کی تمام شادیاں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوئیں نہ کہ آپ ﷺ نے اپنی خواہشات کے تحت کیں (نعوذ باللہ) جیسا کہ بعض جھوٹے تہمت لگانے والے اللہ کے دشمنوں کا دعویٰ ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی یہ شادی بھی تشریعی تھی اور یہ اس رب کے حکم کے مطابق تھی جو علیم و حکیم ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی حکمتیں باریک اور فہم میں دشوار ہیں' جس کو عقلیں اور افہام احاطہ نہیں کر سکتیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ:

﴿وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۸۵﴾ (بنی اسراءیل)

''اور تمہیں علم نہیں دیا گیا مگر تھوڑا۔''

## تیسری قسم: حکمتِ اجتماعیہ

یہ حکمت بھی ظاہر ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی بیٹی (عائشہ ؓ) سے شادی کی جو کہ آپ کے خلیفہ اول ہیں۔ پھر خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق ؓ کی بیٹی (حفصہ ؓ) سے شادی کی۔ پھر آپ ﷺ حسب و نسب میں دیگر قریش کے ساتھ ملے اور متفرق قبائل کی عورتوں کے ساتھ شادیاں کیں تا کہ تمام قبائل اور لوگوں کے دل مضبوطی سے ایک چیز (اسلام) پر جم جائیں۔ آپ ﷺ کے اس عمل سے ان قبائل کے دل آپ کی طرف مائل ہونے لگے۔

آپ ﷺ نے اُس شخص (حضرت ابوبکر صدیق ؓ) کی بیٹی (عائشہ ؓ) کے ساتھ شادی کی جس کے ساتھ تمام لوگ محبت کرتے تھے اور لوگوں کے ہاں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور اپنے آپ اور اپنے مال اور اولاد کو دین اسلام کی نصرت کے لیے پیش کیا۔ نیز

آپ نبی ﷺ کے غم خوار تھے اور آپ ﷺ سے تکالیف کو دور کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اسلام کے لیے جو بھی تکالیف پہنچیں ان کو برداشت کیا۔ اسی بنا پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ، وَمَا عَرَضْتُ الْاِسْلَامَ عَلٰی اَحَدٍ اِلاَّ کَانَتْ لَهٗ کَبْوَة (اَیْ تَرَدَّدَ) اِلاَّ اَبَا بَکْرٍ فَاِنَّهٗ لَمْ یَتَلَعْثَمْ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلاً، اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی (١٩)

''مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابوبکرؓ کے مال نے دیا۔ اور تم میں سے جب کسی پر اسلام پیش کیا گیا تو اس میں اس نے سوچ بچار کیا (کہ اسلام لاؤں یا نہ لاؤں) مگر ابوبکرؓ ہیں جنہوں نے کوئی تردد نہیں کیا۔ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دوست بناتا، لیکن آگاہ رہو کہ تمہارا ساتھی (محمد ﷺ) تو اللہ کا دوست ہے!''

نبی اکرم ﷺ کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا درجہ بہت بلند تھا اور اسی وجہ سے ان کی بیٹی (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے ساتھ شادی کی۔ اس عمل سے دونوں کے درمیان خاندانی قرابت واقع ہوئی اور باہمی تعلق مزید پختہ ہوگیا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ شادی کی اور خاندانی قرابت قائم کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک باصلاحیت اور زیرک انسان تھے۔ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کو عزت بخشی اور دین کے میناروں کو بلند کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اکرام میں آپ ﷺ نے اپنی دونوں بیٹیاں (رقیہ اور اُم کلثوم رضی اللہ عنہما) ان کے نکاح میں دیں۔ نیز حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اپنی سب سے لاڈلی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا۔ یہ چاروں خلفاء بڑے بلند درجے کے صحابی ہیں اور امت مسلمہ میں آپ ﷺ کے بعد دین کی نشر و اشاعت میں آپ ﷺ کے صحیح جانشین ہیں اور آپ ﷺ کی دعوت کو قائم کرنے والے ہیں۔

## چوتھی قسم: سیاسی حکمت

نبی اکرم ﷺ نے تالیف قلوب اور افتراق زدہ قبائل کو جمع کرنے کے لیے ان قبائل میں شادیاں کیں۔ کیونکہ جب انسان کسی قبیلے سے یا کسی خاندان میں شادی کرتا ہے تو ان دونوں قبیلوں کے درمیان قرابت واقع ہو جاتی ہے۔

**پہلی مثال:** آپ ﷺ نے قبیلہ بنی مصطلق کے سردار کی بیٹی سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی۔ وہ اپنی قوم اور رشتہ داروں کے ساتھ (غزوۂ مریسیع میں) قید ہو کر آئی تھیں۔ جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں:

اصاب رسول اللہ ﷺ نساء بنی المصطلق' فاخرج الخمس منه ثم قسمه بین الناس' فاعطی الفرس سهمین والرجل سهما' فوقعت (جویریة بنت الحارث) فی سهم ثابت بن قیس' فجاء ت الی الرسول فقالت: یا رسول اللہ انا جویریة بنت الحارث سید قومه' وقد اصابنی من الأمر ما قد علمتَ' وقد کاتبنی ثابت علی تسع اواق' فاعنّی علی فکاکی' فقال علیه السلام: ((أَوَخَیْرٌ مِنْ ذٰلِكَ؟)) فقالت: ما هو؟ فقال: ((اُؤَدِّیْ عَنْكِ کِتَابَتَكِ وَاَتَزَوَّجُكِ)).. فقالت: نعم یا رسول اللہ۔ فقال رسول اللہ: ((قَدْ فَعَلْتُ))(٢٠)

''رسول اللہ ﷺ کے پاس بنی مصطلق کی عورتیں (قید ہوکر) آئیں۔ آپ ﷺ نے مالِ غنیمت میں سے خمس لے لیا' پھر اس کو لوگوں کے درمیان تقسیم کیا۔ گھوڑے والوں کو دو حصے اور ایک آدمی کو ایک حصہ دیا۔ جویریہ بنت الحارث' ثابت بن قیسؓ کے حصے میں آئیں۔ جویریہ آپ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ میں جویریہ بنت الحارث اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں اور مجھے یہ تکلیف پہنچی ہے اور ثابت بن قیس نے مجھے نو اوقیہ چاندی کے بدلے میں مکاتب بنایا ہے۔ تو آپ ﷺ میری گردن چھڑانے میں مدد کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں اس سے بہتر معاملہ تیرے ساتھ نہ کروں؟ وہ کہنے لگی وہ معاملہ کیا ہے؟ فرمایا: میں تیرے بدلے مکاتبت ادا کر کے تیرے ساتھ شادی کر لوں! حضرت جویریہ کہنے لگیں: ٹھیک ہے یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایسا کر لیا۔''

اس پر تمام مسلمانوں نے اپنے قیدی اس بنا پر آزاد کر دیے کہ اب یہ ہمارے سسرالی ہیں۔ [21] جب بنو مصطلق قبیلہ والوں نے یہ حسنِ اخلاق دیکھا تو وہ بہت متاثر ہوئے اور سب اسلام لے آئے اور دینِ اسلام میں داخل ہو گئے۔ پس یہ شادی حضرت جویریہؓ کی قوم اور ان کے رشتہ داروں کے لیے باعث برکت بنی' اس لیے کہ اس شادی کی وجہ سے وہ اسلام میں داخل ہوئے اور غلامی سے نجات ملی۔ اس طرح حضرت جویریہؓ اپنی قوم کے حق میں امن والی عورت بنی۔

**دوسری مثال:** اسی طرح آپ ﷺ نے صفیہ بنت حیی بن اخطب کے ساتھ ان کے شوہر کے قتل ہونے کے بعد شادی کی جو غزوۂ خیبر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوئی تھیں۔ یہ بڑی صائب الرائے اور اپنی قوم میں بلند مقام و درجہ رکھتی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کو دو کاموں کے بارے میں اختیار دیا۔

☆ آپ ﷺ ان کو آزاد کر کے ان کے ساتھ شادی کر لیں۔

☆ ان کو آزاد کر کے اپنے گھر کی طرف لوٹا دیا جائے۔

حدیث شریف میں ہے:

روی اَنّ (صفیة) رضی اللہ عنہا لَمَّا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((لَمْ يَزَلْ اَبُوْكِ مِنْ اَشَدِّ الْيَهُوْدِ لِيْ عَدَاوَةً حَتّٰى قَتَلَهُ اللّٰهُ)). فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ [22]

''سیدہ صفیہ ؓ سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ جب میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عقدِ نکاح میں آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا باپ یہود میں میرا سخت ترین دشمن تھا' یہاں تک کہ اللہ نے اس کو قتل کروا دیا۔ پھر کہنے لگیں: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں ''اور (قیامت کے دن) کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔''

رسول کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اختاری (میں تمہیں اختیار دیتا ہوں)' تم نے اپنے نفس کو میرے لیے روک لیا۔ اگر تو یہودیت کو اختیار کرتی تو قریب تھا کہ میں تجھے آزاد کر کے اپنی قوم کی طرف بھیج دیتا۔ حضرت صفیہ ؓ نے عرض کیا: میں نے اسلام کو پسند کیا اور میں نے آپ ﷺ کو سچا پایا آپ کی دعوت پہنچنے سے پہلے' اور

مذہب یہودیت میں دھوکا ہی تھا۔ اور اسلام میں نہ میرا کوئی بھائی ہے اور نہ لڑکا' پھر بھی آپ نے مجھے کفر اور اسلام کا اختیار دیا۔ پس میں نے اپنے آپ کو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے لیے قربان کر دیا۔

**تیسری مثال:** اسی طرح آپ ﷺ نے اُمّ حبیبہ رملہ بنتِ سفیان ؓ کے ساتھ شادی کی۔ اس وقت ابوسفیان مشرکوں کے بڑے سردار تھے اور رسول اللہ ﷺ کے بڑے دشمن سمجھے جاتے تھے۔ لیکن ان کی بیٹی نے اسلام لا کر اپنے پہلے شوہر کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر ان کا شوہر حبشہ میں فوت ہو گیا اور یہ اکیلی رہ گئیں۔ نہ ان کا کوئی ولی اور نہ کوئی مددگار رہا۔ جب آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو حضرت امیہ ضمری ؓ کے ذریعے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا۔ جب یہ بات نجاشی تک پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا' کیونکہ نجاشی کو معلوم تھا کہ اگر یہ اپنے قبیلے کی طرف واپس لوٹتیں تو ان کا باپ ان کو کفر پر مجبور کرتا یا ان کو بہت سخت عذاب دیتا۔ پھر اس نے چار سو دینار دے کر اور کچھ ہدایہ کے ساتھ ان کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا۔ جب یہ مدینہ منورہ پہنچی تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ شادی کی۔ جب ابوسفیان کو یہ خبر ملی کہ اُمّ حبیبہؓ کے ساتھ آپ ﷺ نے شادی کر لی تو ان کو اس بات پر افسوس نہ ہوا بلکہ اس پر فخر محسوس کیا' حالانکہ وہ اس وقت مسلمانوں کے دشمن تھے۔ ابوسفیان کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے کی حکمت اور سبب خود ان سے اور دیگر صحابہؓ سے بھی تکالیف کو دور کرنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس عمل کے بعد ابوسفیان اور ان کی قوم کے رویہ میں نمایاں تبدیلی آئی۔

## حوالہ جات وحواشی

(۱) اس میں اختلاف ہے کہ حضرت خدیجہ ؓ کا پہلا نکاح ابو ہالہ سے ہوا یا عتیق بن عائذ سے۔ ابن سعد کے مطابق ابو ہالہ اور جرجانی و ابن حجر کے مطابق عتیق بن عائذ سے پہلا نکاح ہوا۔ اردو سیرت نگاروں میں علامہ شبلی نعمانی نے ابن سعد اور قاضی سلیمان منصور پوری نے جرجانی و ابن حجر کا قول اختیار کیا ہے۔ ابو ہالہ سے آپؓ کے دو فرزند ہندؓ اور حارثؓ تھے۔ بعض روایات کے مطابق حارثؓ اسلام کے پہلے شہید تھے جبکہ ہندؓ جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ اسی طرح عتیق بن عائذ سے آپؓ کی ایک بیٹی تھیں اور ان کا نام بھی ہند تھا۔ اسی وجہ سے آپؓ اُمّ ہند کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔ آپؓ کی تمام اولاد اسلام لائی اور آپ ﷺ کی کفالت میں رہی۔

(۲) حضرت سودہ اور حضرت عائشہ ؓ کا نکاح چونکہ قریب قریب ایک ہی زمانہ میں ہوا اس لیے مؤرخین میں اختلاف ہے کہ کس کو تقدم حاصل ہے۔ ابن اسحاق کے مطابق حضرت سودہؓ کو تقدم حاصل ہے اور اسی کو امت کے بڑے طبقے نے قبول کیا ہے۔

(۳) البتہ سکران بن عمروؓ سے آپؓ کے ایک فرزند عبدالرحمٰنؓ تھے جو جنگ جلولاء میں شہید ہوئے تھے۔ ان کی کفالت اور تربیت بھی آپ ﷺ کے ہاتھوں ہوئی تھی۔

(۴) نکاح کے وقت عمر مبارک کیا تھی اس پر اختلاف ہے۔ اگرچہ سیرت نگاروں کے کثیر طبقے کی رائے یہ ہے کہ چھ سال کی عمر میں نکاح اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی لیکن بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رخصتی کے وقت عمر مبارک اٹھارہ سال تھی۔ اس حوالے سے ماضی میں کافی کام ہوا ہے' تاہم کافی کام کی گنجائش اب بھی موجود ہے۔

(۵) بڑے بڑے جلیل القدر اصحاب رسول نے آپؓ سے روایت کی ہے۔ آپؓ کی روایات کی کل تعداد دو ہزار دو سو دس ہے۔ راقم (محمد علی الصابونی) نے حضرت عائشہ ؓ کی تمام روایات، آثار اور فتاویٰ (جن کی مجموعی تعداد

چار ہزار تین سو سات ہے) کو جمع کر کے اس کا ترجمہ کیا ہے جو ہنوز غیر طبع ہے۔

(۶) خنیس کے بارے میں قاضی سلیمان منصور پوری کی رائے یہ ہے کہ یہ بدر میں نہیں بلکہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ تاہم شبلی سمیت دیگر بہت سے سیرت نگاروں کی رائے میں ان کی شہادت احد میں ہوئی تھی۔ ان سے حضرت حفصہؓ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

(۷) ان کا پہلا نکاح طفیل، دوسرا عبیدہ اور تیسرا عبداللہ بن جحش سے ہوا۔ آپ ﷺ سے حضرت زینبؓ کا چوتھا نکاح ہوا تھا اور محض دو تین مہینے آپ ﷺ کی معیت میں رہ کر انتقال ہو گیا۔

(۸) عبداللہ بن عبدالاسد جو کہ ابوسلمہ کی کنیت سے مشہور تھے' وہ گیارہویں شخص تھے جو اسلام لائے۔ ان کی نماز جنازہ میں آپ ﷺ نے نو تکبیریں کہیں۔ لوگوں نے نماز کے بعد پوچھا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ کو سہو تو نہیں ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہزار تکبیر کے مستحق تھے۔''

(۹) اہل سیر کے نزدیک حضرت ام سلمہؓ وہ پہلی خاتون تھیں جنہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ آپؓ کی وفات بھی تمام امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے بعد ہوئی۔

(۱۰) علامہ شبلی نعمانی کے مطابق آپ ﷺ سے نکاح کے وقت ان کی عمر پینتیس سال تھی' جبکہ قاضی سلیمان منصور پوری کے مطابق عمر مبارک چھتیس سال تھی۔

(۱۱) عبیداللہ بن جحش دائم الخمر تھا اور عیسائی ہو گیا تھا۔ ہجرتِ حبشہ کے وقت یہ حضرت اُم حبیبہؓ کے ساتھ تھا اور حبشہ ہی میں ارتداد کی حالت میں اس کا انتقال ہوا۔

(۱۲) حضرت صفیہؓ کا پہلا نکاح سلام بن مشکم سے ہوا' اس نے طلاق دی تو اس کے بعد اسلام کے سخت ترین دشمن کنانہ بن ابی الحقیق سے نکاح ہوا جو غزوۂ خیبر میں مارا گیا۔

(۱۳) صحیح البخاری (۶۲/۴)، سنن النسائی (۱۳۶/۶)، مستدرك حاکم (۳۹۰/۳)

(۱۴) صحیح البخاری (۸۶/۱)، مسلم باب الحیض (۶۰/۱)، مسند احمد (۱۲۲/۶)

(۱۵) مسند احمد (۳۰۶/۶)، التمهید لابن عبدالبر (۳۳۶/۸)

(۱۶) اس حوالے سے اگر دیکھیں تو ازواج مطہراتؓ سے مروی روایات کی تفصیل حسب ترتیب کچھ یوں ہے۔ حضرت خدیجہؓ پانچ روایات، حضرت عائشہؓ دو ہزار دو سو دس روایات، حضرت حفصہؓ ساٹھ روایات، حضرت اُم سلمہؓ تین سو اٹھتر روایات، حضرت جویریہؓ سات روایات، حضرت ام حبیبہؓ پینسٹھ روایات، حضرت صفیہؓ دس روایات اور حضرت میمونہؓ چھہتر روایات۔ ان روایات کی مجموعی تعداد دو ہزار آٹھ سو گیارہ بنتی ہے۔

(۱۷) مسلم (۱۸۸۴/۴)، طبرانی (۲۹۸/۱۲)

(۱۸) الحاوی الفتاویٰ للسیوطی (۱۰۰/۲)

(۱۹) مسند احمد (۴۳۹،۴۳۳،۳۷۷/۱)، قرطبی (۴۰۰/۵)

(۲۰) سنن الکبریٰ للبیهقی (۳۲۵/۶)، مسند شافعی (۵۶۵/۱۱)

(۲۱) شبلی کے مطابق آزاد کردہ غلاموں کی تعداد سات سو تھی۔

(۲۲) الطبقات الکبریٰ لابن سعد (۸۸/۸)